سیدنا عثمانؓ کا اجتہادی منہج: ایک تحقیقی جائزہ

Methodology of Hazrat Uthman (r.a) in ijtehad:A research overview

محمد زبیر[i] ممتاز خان[ii]

Abstract

Usman Raziallah Unho was the third caliph of Muslims. In the reign of Usman R.A the procedure of ijtihad was carried out exactly the same manner as that during the lifetime of Holy Prophet Muhammad (PBUH) and two prior caliphs :Abubakar R.A and Omer R.A. In order to solve a new problem ,first Quran was consulted, then Suunah(practices of Muhammad (PBUH) ,then the consensus of early two caliphs. Usman R.A would take guidance from Quran and Sunnah,On occasions where he would think that the particular problem has no prominent solution given in Quran and Sunnah ,he would try to take a logical and reasonable decision on the basis of rules and principles of Quran and Sunnah . Usman R.A used his scholarly consensus to escape Muslim Ummah from grave problems on many occasion. He fulfilled his duties as a caliph of Islam.

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرامؓ میں ایک ممتاز حیثیت حاصل تھی۔ آپؓ نیک سیرت اور اعلیٰ اوصاف حمیدہ کے مالک تھے یہی وجہ تھی جب اسلام کا پیغام آپؓ تک پہنچا تو آپؓ نے بغیر کسی قیل و قال کے اس دعوت کو قبول کیا۔ آپؓ کی خلافت کا دور مسلمانوں کے عروج کا دور تھا۔ سیدنا عمرؓ کے دور خلافت میں سیاسی نظام مضبوط بنیادوں پر استوار ہو چکا تھا آپؓ نے اسے مزید دوام بخشا۔ آپؓ کی خلافت نبی کریم ﷺ اور شیخینؓ کی خلافت کے نہج پر تھی۔

i اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبد الولی خان یونیورسٹی مردان

ii ایم فل ریسرچ سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبد الولی خان یونیورسٹی مردان

سیدنا ابو بکرؓ کا دور تاریخ اسلام کا نازک دور تھا جب مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے وصال کا صدمہ جھیلنا پڑا اور کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑا اور سیدنا عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں بیرونی خلفشار کا مقابلہ کیا اور ریاست کی انتظامی بنیادوں کو مستحکم کیا۔ شیخینؓ کے مقابلہ میں سیدنا عثمانؓ کو ایک پر امن اور مضبوط ریاست ملی اور آپؓ نے اس کو دوام بخشا۔ یہ خلافت راشدہ کا عروج تھا۔ آپؓ نے بھی اپنے دور میں پیش آنے والے نئے مسائل میں شیخین کے فیصلوں کو مقدم رکھا اور جہاں مناسب سمجھا اجتہاد بھی کیا۔ مسلمانوں کو ایک مصحف پر جمع کرنا سیدنا عثمانؓ کے دور خلافت کا ایک نمایاں کارنامہ تھا۔

نام و نسب

عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ، قریشی، صحابی رسول، داماد رسول، خلیفہ ثالث اور عشرہ مبشرہ میں ہیں۔ لقب ذوالنورنین سے عبد مناف پر پہنچ کر سلسلہ نسب رسول اللہ ﷺ سے جاملتا ہے۔ آپؓ کا شمار قریش کی ممتاز شخصیات میں ہوتا تھا۔ تجارت کے پیشے سے منسلک تھے۔ سیدنا ابو بکرؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اسلام کے لیے کئی مواقع پر اپنا مال پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ کی بیٹی سیدہ رقیہؓ سے آپؓ کا نکاح ہوا حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کیں۔ سیدہ رقیہ کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ام کلثومؓ کو آپؓ کے نکاح میں دیا۔ ۲۴ھ کو سیدنا عمرؓ کی وفات کے بعد خلیفہ بنایا گیا۔ ۱۸ الحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ آپؓ کو شہید کیا گیا ۔ مدت خلافت تقریباً ۱۲ سال تھی[1]۔

سیدنا عثمانؓ کے مصادر اجتہاد کا ایک تعارف

سیدنا عثمانؓ اپنے دور خلافت میں قضاء کے لیے قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ کے ساتھ ساتھ شیخین کے اجتہادات سے بھی استفادہ کرتے۔ اگر کوئی حکم قرآن، سنت نبوی ﷺ میں نہ ملتا اور نہ اس پر اجماع ہوا ہوتا تو اجتہاد فرماتے۔

سیدنا عثمانؓ کا اجتہادی منہج عین شریعت کے مطابق تھا۔ جب بھی کوئی مسئلہ آپؓ کے سامنے آتا تو سب سے پہلے آپؓ قرآن کی طرف رجوع کرتے اور اس سے رہنمائی لیتے اگر قرآن مجید سے رہنمائی نہ ملتی تو سنت رسول ﷺ کی طرف رجوع کرتے اور سنت رسول ﷺ میں سے رہنمائی نہ ملتی تو شیخین کے اجتہادات کے مطابق فیصلے فرماتے۔ سیدنا عثمانؓ شیخین ہی کے نقش قدم پر چلے اور اسی کا انہوں نے عہد بھی کیا تھا کہ جب سیدنا عثمانؓ کو خلیفہ بنایا جارہا تھا تو سیدنا عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے ان سے کہا تھا کہ اگر آپؓ کو خلیفہ بنایا گیا تو آپؓ شیخین کے نقش قدم پر چلیں گے[2]۔

قران مجید سے رہنمائی

سیدنا عثمانؓ ہر مسئلہ کے حل کے لیے سب سے پہلے قرآن ہی کی طرف رجوع کرتے اور آپ کو قرآن سے بہت زیادہ شغف اور تعلق تھا۔ قرآن سے آپؓ کے تعلق کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپؓ ایک ایک رکعت میں قرآن مجید مکمل فرماتے[3]۔

آپؓ کے زمانہ خلافت میں ایک مسئلہ آپؓ کے سامنے پیش کیا گیا کہ اگر ایک شخص کی ملکیت میں دو لونڈیاں ہوں اور وہ دونوں سگی بہنیں ہوں تو کیا مالک کے لیے دونوں سے استمتاع جائز ہو گا۔ آپؓ نے فرمایا کہ قرآنی آیات کی روشنی میں دیکھا جائے تو ایک آیت میں اس کی اجازت ہے اور دوسری میں ممانعت یعنی ایک آیت کی رو سے حلال ہے اور دوسری کی رو سے حرام[4]۔ آپؓ کا اشارہ ان آیات کی طرف تھا:

وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حٰفِظُونَ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْمَامَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ[5] "جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا (لونڈیوں) جو ان کی ملک میں ہوتی ہیں۔"

اس آیت کی رو سے کنیز حلال ہے چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ مگر دوسری جگہ قرآن میں یہ بھی مذکور ہے:

وَأَنْ تَجْمَعُوابَيْنَ الْأُخْتَيْنِ[6] "اور دو سگی بہنوں کا اکٹھا کرنا (یعنی یہ حرام ہے)۔"

دو بہنوں سے بیک وقت استمتاع حرام ہے چاہے وہ آزاد ہوں یا کنیزیں۔ اسی وجہ سے سیدنا عثمانؓ نے ایک وقت میں دو بہنوں سے چاہے وہ لونڈیاں ہی کیوں نہ ہو استمتاع حرام قرار دیا[7]۔

اس واقعہ سے بخوبی اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جہاں سیدنا عثمانؓ قرآن مجید سے استنباط کی بھرپور صلاحیت رکھتے تھے وہیں اجتہاد کی باریکیوں کو بھی خوب سمجھتے تھے۔

حدیث رسول ﷺ سے رہنمائی

سیدنا عثمانؓ قرآن مجید کے بعد حدیث کو دوسرا بنیادی ماخذ جانتے تھے۔ اور سنت رسول سے بھرپور رہنمائی لیتے تھے ایک دفعہ آپؓ کے ساتھ عمرہ کی ادائیگی کے لیے عبداللہ بن ولیدؓ روانہ ہوئے راستے میں ان کا انتقال ہو گیا آپؓ نے اس کی تجہیز اس طرح کی کہ نہ تو اسے خوشبو لگائی اور نہ انؓ کے سر کو ڈھانپا[8]۔ ان کے اس فیصلے کی اصل رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کا یہ واقعہ تھا کہ آپ ﷺ کے ہمراہ حالت احرام میں ایک صحابی کا انتقال ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیری کے پتوں کو ابال کر اس کو غسل

دیا جائے اور اس کو احرام کی دو چادروں ہی میں دفن کیا جائے اور نہ تو اس کو خوشبو لگائی جائے اور نہ اس کا سر ڈھانپا جائے[9]۔

سیدنا ابو بکرؓ اور سیدنا عمرؓ کے اجتہادات سے استفادہ

سیدنا عثمانؓ شیخینؓ کے جانشین بر حق تھے وہ عہد جو سیدنا عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے آپؓ سے خلافت کا منصب سنبھالنے سے پہلے لیا تھا کہ آپؓ شیخینؓ کے نقش قدم پر چلیں گے آپؓ نے اس عہد کو پورا کیا[10]۔

سیدنا عثمانؓ نے جب خلافت کی بھاگ دوڑ سنبھالی تو مسلمانوں کی ریاست مستحکم بنیادوں پر استوار ہو چکی تھی آپؓ نے بھی ان اداروں کو قائم رکھا جن کو شیخین نے منظم کیا تھا۔ آپؓ نے اپنے دور خلافت میں ان مسائل میں جن میں آپؓ سے پہلے سیدنا ابو بکرؓ یا سیدنا عمرؓ نے کوئی فیصلہ کیا تھا، کو بر قرار رکھا۔ سیدنا عمرؓ نے زخم موضحہ (وہ زخم جو کہ ہڈی تک پہنچ کر ہڈی کو ظاہر کر دے) میں دیت کا فیصلہ فرمایا تھا۔ سیدنا عثمانؓ نے اس فیصلے کے مطابق ہی فیصلہ فرمایا[11]۔

رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مطابق اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے مسلمان وارثوں کو تو وراثت میں حصہ ملے گا جب کہ اس کے غیر مسلم ورثا محروم رہیں گے[12]۔

لیکن اگر فوت شدہ شخص کی وراثت تقسیم ہونے سے پہلے اگر کوئی مسلمان ہو جائے تو کیا اس کو وراثت میں حصہ ملے گا۔ سیدنا عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں اجتہاد کرتے ہوئے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ وراثت تقسیم ہونے سے پہلے اگر کوئی مسلمان ہو جائے تو اس کو وراثت میں اس کا حصہ ملے گا اور اگر وراثت تقسیم ہونے کے بعد اگر کوئی مسلمان ہوا تو اس کو حصہ نہیں ملے گا سیدنا عثمانؓ نے بھی اپنے دور خلافت میں اس فیصلے کو بر قرار رکھا[13]۔

سیدنا عثمانؓ نے جہاں شیخینؓ کے اجتہادات کو بر قرار رکھا وہاں جہاں ضرورت محسوس کی وہاں خود بھی اجتہاد کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکرؓ جب خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوتے تو منبر کی اس سیڑھی جس پر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے اس سے ادباً نیچے کھڑے ہوتے، سیدنا ابو بکرؓ کی وفات کے بعد سیدنا عمرؓ بھی اس سیڑھی پر نہ بیٹھتے جس پر سیدنا ابو بکرؓ تشریف فرما ہوتے۔ سیدنا عمرؓ کی شہادت کے بعد آپؓ نے اس سلسلے کو اس وجہ سے ختم کیا کہ بعد میں آنے والے حرج میں مبتلا ہوں گے اس لیے آپؓ نے اسی سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا جس پر رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا تھا[14]۔

سیدنا عثمانؓ اور شورائی اجتہاد

سیدنا عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں پیش آنے والے نئے مسائل کے حل کے لیے قرآن مجید ، سنت رسول ﷺ کو معیار ٹھہرایا، اور اگر کسی مسئلہ میں قرآن و سنت رسول ﷺ سے واضح رہنمائی نہ ملتی تو شیخینؓ کے اجتہادات کے مطابق فیصلہ فرماتے اور اگر ان سے بھی رہنمائی نہ ملتی تو آپؓ کبار صحابہؓ سے رجوع کرتے گویا آپؓ نے بھی شیخین کی طرح کبار صحابہؓ کی مجلس شوریٰ بنائی تھی۔ امام بیہقیؒ آپؓ کے اس مشاورتی اجتہاد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپؓ کا معمول تھا کہ جب دو فریق آپؓ کے پاس مسئلہ لے کر آتے تو آپؓ ایک سے کہتے کہ سیدنا علیؓ کو بلاؤ اور دوسرے سے کہتے کہ سیدنا طلحہؓ و زبیرؓ کو بلائیں۔ جب سب آجاتے تو فریقین سے اپنا مقدمہ پیش کرنے کو کہتے اور ان کبار صحابہؓ سے ان کی رائے طلب کرتے، اور جب دونوں فریق وہاں سے اس حال میں اٹھتے کہ فیصلہ تسلیم کر چکے ہوتے[15]۔

اسی طرح حمیل (وہ بچہ جیسے کافرہ عورت جو قید میں ساتھ لائی ہو اس کا دعویٰ ہو کہ یہ اس کا بچہ ہے) کی وراثت کے بارے میں کبار صحابہؓ سے مشورہ کیا[16]۔

سیدنا عمرؓ کی شہادت پر آپؓ کے بیٹےؓ نے جذباتی کیفیت میں تین لوگوں کو قتل کر دیا تو سیدنا عثمانؓ نے اس بات کو شوریٰ کے سامنے پیش کیا اور فرمایا "مجھے اس نوجوان کے بارے میں مشورہ دو جس نے حالت اسلام میں قتل کیا[17]۔

یہ واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ سیدنا عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں مجلس شوریٰ قائم کی تھی اور کبار صحابہؓ سے باہم مشاورت کے بعد فیصلے صادر فرماتے تھے۔

سیدنا عثمانؓ اور قیاس

سیدنا عثمانؓ نے نماز جمعہ کے لیے دوسری آذان کا اجرا فرمایا یہ اس وقت کے مسلمانوں کے حالات کے پیش نظر اور لوگوں کی مصلحت کو سامنے رکھتے ہوئے کیا اور آپؓ نے اس اذان کو فجر سے پہلے دی جانے والی اذان پر قیاس کیا۔ جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> لیرجع قائمکم و ینبه نائمکم[18] تاکہ جو قیام کرنے والے ہیں وہ پلٹ جائیں اور سوئے ہوئے بیدار ہو جائیں۔

جمعہ کے دن اس پہلی اذان کا مقصد بھی یہی ہے کہ مسلمان خبر دار ہو جائیں۔ اور انہیں نماز میں شرکت کی دعوت دی جائے۔

اس سے واضح ہوا کہ سیدنا عثمانؓ نے نماز جمعہ کے وقت کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کرنے کے لیے اس آذان کو شروع کیا جو اصل میں فرض نمازوں کی اذان پر قیاس کرتے ہوئے کیا تھا[19]۔

سیدنا عثمانؓ اور مصالحہ مرسلہ

سیدنا عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں اسلامی حکومت کی سرحدیں دور دور تک پھیل گئی تھیں اور ایک بڑی تعداد میں کفار نے اسلام قبول کیا تھا، ان نو مسلموں کی تعلیم و تربیت کے لئے صحابہؓ کی ایک جماعت کو مفتوح علاقوں میں بھیجا گیا انہوں نے اسی قرأت کے ساتھ ان نو مسلموں کو قرآن پڑھایا جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سیکھا تھا۔ سیدنا حذیفہ بن یمانؓ دور دارز کے علاقوں میں مصروف جہاد تھے کہ انہوں نے نو مسلموں کے درمیان قرآن کی قرأت میں اختلاف کو شدت سے محسوس کیا۔ ہر شخص اپنی قرآت کو درست جب کہ دوسری کی قرأت کو غلط سمجھتا تھا، کیونکہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد انزل القرآن علی سبعة احرف[20] کا علم نہ تھا۔

صحابہ کرامؓ سیدنا عثمانؓ کی خدمت میں آئے اور اس خطرے سے ان کو آگاہ کیا۔ سیدنا عثمانؓ نے معتمد صحابہ کرامؓ پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی اور ان حضرات کو لغت قریش میں قرآن لکھنے کا حکم دیا کیونکہ قرآن نازل ہی قریش کی لغت میں ہوا تھا۔

ان حضرات کو اس بات کا بھی حکم دیا کہ قرآن کو اس طرح لکھا جائے کہ تمام متواتر قرائتیں اس میں سما جائیں۔ لہذا سات نسخے تیار کر کے تمام مفتوحہ علاقوں میں بھجوا دیئے گئے۔ سیدنا عثمانؓ کا یہ دانشمندانہ فیصلہ لوگوں کی مصلحت کے پیش نظر تھا کہ خدانخواستہ امت قرآن کی تلاوت میں اختلاف کرنے لگے اور کوئی فتنہ جنم لے۔

ان حضرات نے جو کام کیا اس کی رسول اللہ ﷺ سے کوئی نص ثابت نہیں لیکن اس میں ایسی مصلحت تھی جو کہ قطعی طور پر شرعی تصرفات سے مناسبت رکھی تھی اور اس سے حفاظت شریعت بھی مقصود تھی اور اس سے قرآن کے بارے میں اختلاف کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا[21]۔

اسی طرح جمعہ کی دوسری آذان میں جہاں اسے فرض نمازوں کی آذان پر قیاس کیا وہاں اس کے اجراء میں لوگوں کی دینی مصلحت پیش نظر تھی۔

سیدنا عثمانؓ اور حالات کا اعتبار

سیدنا عثمانؓ اعلیٰ اجتہادی صلاحیت کے مالک تھے، آپؓ زمانے اور حالات کے تغیر سے واقف

تھے اسی لیے آپؓ نے اپنے فیصلوں میں بدلتے ہوئے حالات کا لحاظ رکھا اور آپؓ کے کئی اجتہادات کے پیچھے حالات اور ظروف کی تبدیلی تھی۔

رسول اللہ ﷺ سے کسی نے گمشدہ اونٹ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تجھے اس کیا اس کے ساتھ اس کا پانی ہے وہ خود اپنے پانی پر وارد ہو جائے گا اور درختوں کے پتے کھالے گا اور اس مالک اسے پالے گا[22]۔

اس حدیث کے مفہوم سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گمشدہ اونٹ کو روکنے یا باندھنے سے منع فرمایا اور دور فاروقی تک اس پر اسی طرح عمل ہوتا رہا۔ لیکن سیدنا عثمانؓ نے گمشدہ اونٹ کو باندھنے اور اس کی تشہیر کا حکم دیا کہ اس کے مالک تک اس کو پہنچایا جا سکے اور مالک کے نہ ملنے کی صورت میں اس کو بیچ کر اس کی رقم کو بیت المال میں جمع کرنے کا حکم دیا اور مالک کے آنے کی صورت میں وہ رقم مالک کے حوالے کی جائے[23]۔

سیدنا عثمانؓ کا یہ فیصلہ نئے حالات کے پیش نظر تھا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں کی ایمانی حالت بہت اچھی تھی جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ یہ حکم دیا تھا۔ سیدنا عثمانؓ نے لوگوں کے اموال کی حفاظت اور لوگوں کی کمزور دینی کیفیت کی وجہ یہ حکم دیا کہ گمشدہ اونٹ کو باندھا جائے[24]۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں موذن کی تنخواہیں مقرر نہ تھیں، خود رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی یہ تھا:

> واتخذ لک موذنالا یاخذعلیٰ اذانہ اجرا[25]۔ "اپنے لیے ایسا موذن مقرر کرو جو اس ذمہ داری کی اجرت نہ لے۔"

اس کے برعکس سیدنا عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں موذنین کی تنخواہیں مقرر کیں اور[26] سیدنا عثمانؓ کا یہ فیصلہ بھی بدلتے ہوئے حالات کی وجہ سے تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دینی حمیت زیادہ تھی اور لوگ بغیر اجرت کے مساجد میں اذان کا اہتمام کرتے لیکن چونکہ اب رسول اللہ ﷺ کے زمانے والی دینی حمیت باقی نہ رہی اس لیے سیدنا عثمانؓ نے موذنین مقرر کیے کہ کہیں لوگوں کی دنیاوی مشغولیت کے باعث اتنے اہم فریضہ میں کوتاہی واقع نہ ہو۔

سیدنا عثمان اور سد ذریعہ

سیدنا عثمانؓ کے دور خلافت میں ایک شخص نے مرض الوفات میں اپنی بیوی کو طلاق دی لیکن پھر بھی آپؓ نے اس کو وراثت میں حصہ دلوایا[27]۔ آپؓ کا یہ فیصلہ سد ذریعہ کے لیے تھا[28]۔ کیوں کہ مرض

الوفات میں بیوی کو طلاق دینے کا مقصد صرف اس کو وراثت سے محروم کرنا ہے اور کچھ نہیں لوگوں کو اس حرکت سے باز رکھنے کے لیے سیدنا عثمانؓ نے مرض الوفات میں طلاق ملنے والی عورت کو حصہ دلوایا۔

نتائج

خلافت عثمانی میں اجتہاد کا طریقہ کار عہد نبوی کے انداز پر تھا۔ نئے مسائل میں پہلا مرجع قرآن، دوسرا سنت رسول، اس کے بعد حضرات شیخینؓ کے اجتہادات، پھر صحابہ کرام کی شوریٰ سے استفادہ کیا جاتا۔ آپؓ نے اپنی علمی اور اجتہادی صلاحیتوں سے امت مسلمہ کو سخت مصائب سے نکال کر صحیح سمت کی طرف آگے بڑھایا اور مسلمانوں کی بروقت اور صحیح تربیت فرمائی۔

حواشی وحوالہ جات

1 علی بن ابی الکرم ابن الاثیر الجزری، اسد الغابہ، ۳ :۵۷۸، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الاولیٰ: ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء

2 ڈاکٹر طہ جابر العلوانی، اصول الفقہ الاسلامی، ص:۲۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت، طبع وتاریخ نامعلوم

3 محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج۳ ص ۵۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الثانیۃ: ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء

4 امام عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی، المصنف، ج۷ ص ۱۸۹، المجلس العلمی الہند الطبعۃ الثانیۃ: ۱۴۰۳ھ / ۱۹۹۳ء

5 سورۃ المومنون ۲۳:۵-۶

6 سورہ النساء ۴: ۲۳

7 مصنف عبد الرزاق ۱۸۹:۷

8 علی بن احمد بن حزم، المحلیٰ بالآثار، ۱۵۱:۵، دار الفکر بیروت، طبع وتاریخ نامعلوم

9 محمد یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، رقم:۳۰۸۴، دار احیاء الکتب العربیۃ فیصل عیسیٰ البابی الحلبی، طبع وتاریخ نامعلوم

10، عبد الوھاب النجار الخلفاء الراشدون، ص: ۲۵۶، دار الفکر بیروت، طبع وتاریخ نامعلوم

11 مصنف عبد الرزاق ۳۱۰:۹

12 سنن ابن ماجہ، ابواب الفرائض، باب: میراث اہل الاسلام من اہل الشرک، حدیث (۲۷۲۹)

13 مصنف عبد الرزاق ۲۶:۶

14 اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ۱۴۸:۷، دار احیاء التراث العربی بیروت، الطبعۃ الاولیٰ: ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء

15 احمد بن الحسین البیہقی، السنن الکبریٰ، ۱۱۲:۱۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الثالثۃ: ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء

16 علی بن حسام الدین، المتقی الہندی، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، ۱۱:۷۰، موسسۃ الرسالۃ بیروت، الطبعۃ الخامسۃ: ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء

17 المحلی بالآثار ۱۱:۱۴

18 مسند امام احمد بن حنبل ۱:۳۸۹، موسسۃ الرسالۃ بیروت، طبع و تاریخ نامعلوم

19 احمد بن علی بن حجر، فتح الباری، ۲:۳۹۴، دار المعرفۃ بیروت، الطبعۃ الأولیٰ: ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۵ء

20 مسند امام بن حنبل ۲:۴۴۰

21 ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی، الاعتصام، ۲:۱۱۷، دار ابن عفان السعودیۃ، الطبعۃ الأولیٰ: ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء

22 صحیح البخاری، کتاب فی القطۃ، باب ضالۃ الغنم، حدیث (۲۴۲۸)

23 المحلیٰ بالآثار ۸:۲۷۱

24 المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیۃ، عبد الکریم زیدان، ص: ۱۰۴، دار الفکر بیروت، طبع و تاریخ نامعلوم

25 ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی، سنن نسائی، کتاب الاذان، باب اتخاذ المومن لا یاخذ علی آذانہ اجرا، حدیث (۶۷۳)، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ حلب، الطبعۃ الثانیۃ: ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

26 السنن الکبریٰ ۱:۴۲۹

27 المحلیٰ بالآثار ۱۰:۲۱۸

28 المدخل، ص: ۱۰۵